ماہنامہ "اشراق": چند منتخب شماروں کا تنقیدی جائزہ

Monthly Ishrāq: A Critical Study of Selected Issues

Dr. Hafiz Khursheed Ahmad Qadri
Assistant Prof, Department of Arabic & Islamic Studies, GCU, Lahore:
khurshidahmadgcu@gmail.com
M. Iqbal
PhD Scholar, The Minhaj University Lahore chishtiali777@gmail.com

Abstract:

Monthly Ishrāq is a periodical which has religious as well as literary background. It is religious because it discusses the Qur' ān, Ḥadī̱th, Fiqh and biographies of great personalities of Islam. It is literary because its mentor-Jāwaid Ghāmdī̱-is a well-known poet and writer of a particular fame. Despite of difference of opinion the high repute of Ishrāq is undeniable in modernized and secular circles. The references of the Qur'ān, Ḥadī̱th, Fiqh and opinions published in this journal are discussed and quoted in the academic circles of UK, USA and India. This global reverence may well be earned but also adds the element of responsibility on the proprietors to be more keen and meticulous. The recurring loopholes demand to be noticed and revisited. Incorrect references of some verses of the Holy Qur'ān, mis-translation of some Qur'ānic verses, improper placement of many of the Qur'ānic references, verses without translation are the problems becoming frequent lately. Some typographical mistakes are of minor importance but some of them are so grave that they alter the subject completely. Critical, analytical and comparative approaches are adopted to analyze the mistakes in text of journal and it aims at the accurate presentation of Qur'ānic information in it. This is not nitpicking and should not be taken casually for this hurts their claimed popularity and earned stature. It is important to mention that all the wrongs present in the file of "Ishrāq" belong to the disciples, the mentor remain above board. Targeting the century's old tradition of Ḥifz -i- Qur'ān is yet another idea being propelled through their journal in recent times where they are consciously providing a platform to a writer of their acquaintance to come up with heretical views.

Keywords: Farāhī̱ school of thought, Global Village, Logical reasoning, Research Principles, Qur'ānic references, Translation of the Holy Qur'ān, Ḥifz -i- Qur'ān

فکر فراہی کو پچھلے قریبا نوے برس سے ایک علمی حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ نظم قرآن ،سورتوں کا عمود، اور قرآنی الفاظ کے معانی کے تعین میں جاہلی شاعری کی اہمیت کے حوالے سے اس فکر کے نقطہ نظر پر ملا جلا رد عمل بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ ماہنامہ اشراق لاہور، بنیادی طور پر تو فکر فراہی، اصلاحی اور غامدی کا نمائندہ مجلہ ہے لیکن اس کی ۳۲ جلدیں اس بات کی شاہد ہیں کہ اس کے ارباب بست وکشاد کی جریدے سے متعلق حکمت عملی نے کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ اَسی (۱۹۸۰ء) کی دہائی میں جاوید احمد——غامدی کے لاحقے سے مجرد—— اپنی ادارت میں اس ماہنامے کو شائع کیا کرتے۔ دوسرے مرحلے میں اشراق کو "دانش سرا" کے تحت شائع کیا گیا۔ اس مرحلے پر بانی کے طور پر جاوید احمد غامدی کا نام نظر آتا ہے۔ تیسرے مرحلے میں اس ماہنامے کو المورد کے تحت شائع کیا جارہا ہے اور جاوید احمد غامدی کا نام بطور سرپرست اس کی پیشانی پر جگمگ کرتا ہے۔ اس دوران بہت سے اہل علم واہل قلم اس کے ساتھ وابستہ رہے۔ کچھ اپنی اپنی بولیاں بول کر اُڑ گئے——ڈاکٹر محمد فاروق خان——اور کچھ نے الگ گھونسلا بنانے میں عافیت جانی——نادر عقیل انصاری، ڈاکٹر محمد امین——دور کوئی بھی رہا ہو یا شخصیات کیسی بھی اس کے ساتھ وابستہ رہی ہوں، جاوید احمد غامدی کی ادارت، قیادت اور سرپرستی میں 'اشراق' نے علمی وادبی حلقوں میں اپنی ایک پہچان ضرور بنائی۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کے حوالے سے فراہی، اصلاحی اور غامدی کے تفردات کی گونج گذشتہ قریباً ایک صدی سے سنائی دے رہی ہے۔ معیاری طباعت عمدہ املاء اور منطقی دلائل سے مزین طرز کلام اشراق کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اَسی (۱۹۸۰ء) اور نوے (۱۹۹۰ء) کی دہائیوں میں جاوید صاحب کی ذاتی دلچسپی یا ہماری علمی طفولیت کے باعث اشراق کا مذکورہ بالا پہلوؤں کے حوالے سے ایک دبدبہ محسوس ہوتا تھا۔ اب جبکہ مدیر اشراق جاوید احمد، بانی کے درجے سے ترقی کرتے ہوئے سرپرست جاوید احمد غامدی بن چکے ہیں تو اشراق اپنے معیار اور علمی دبدبے سے کچھ پیچھے ہٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اسی مجلے کے چار شمارے——مارچ، اپریل، مئی، جون ۲۰۲۰ء——پیش نظر ہیں۔ درج ذیل سطور میں ان کے مشمولات کا تحقیقی اصولوں کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

اس تنقیدی جائزے کا مقصد علمی یا ذاتی لاف زنی نہیں ہے بلکہ درست تنقید کی صورت میں طبع شدہ تسامحات کی اصلاح اور نادرست تنقید کی صورت میں اہل علم کی جانب سے راقم اور دیگر قارئین کے لیے کسب فیض ہے۔ ماہنامہ اشراق اس وقت وطن عزیز کی سرحدوں سے قدم باہر نکال کر گلوبل ولیج میں داخل ہو چکا ہے۔ اس کے سرپرست جناب غامدی امریکہ سے، اس کے مدیر ملائشیا سے، محمد ذکوان ندوی بھارت سے، خورشید احمد ندیم اسلام آباد سے، وسیم مفتی اور ساجد حمید لاہور سے اپنی تحریروں کے ذریعے اسے گلدستہ بناتے ہیں۔ اس طرح مغربی دنیا اور بھارت کے سیکولر حلقوں میں اسے اسلام کے نمائندہ کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ اس ماہنامہ میں شائع ہو جانے والی

آراء، قرآن و سنت کی تشریحات اور قرآن مجید سمیت امہات الکتب کے حوالوں کو ان حلقوں میں ایک اعتباریت (Credibility) حاصل ہے اور انہیں سنجیدہ محافل اور بعض اوقات عدالتوں میں اسلامی آراء کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اس لیے اس ماہنامے میں شائع شدہ تسامحات کی تصحیح یا توضیح کو ایک علمی خدمت خیال کرتے ہوئے حوالہ قرطاس کیا جارہا ہے۔

آیات قرآنی کے غلط حوالے

1۔ مدیر اشراق کے تحریر کردہ شذرات کے تیسرے ہی صفحے پر ایک آیہ مبارکہ کے حوالے نے توجہ اپنی جانب مبذول کرلی، ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾[1] کا حوالہ البقرہ ۱۹:۲ دیا ہوا تھا۔ قرآن کریم کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے اس حوالے پر کچھ تردد محسوس ہوا۔ اللہ کے کلام سے تصدیق چاہی تو معلوم ہوا کہ حوالہ درست نہیں ہے۔ اسی صفحے پر ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾[2] کا حوالہ نادرست طور پر المائدہ ۴۵:۵ تحریر تھا۔ اسی صفحے پر تیسرا حوالہ ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ﴾[3] بھی اپنی جگہ سے ہٹا ہوا یعنی البقرہ ۱۸۷:۲ لکھا ہوا پایا[4]۔ یاد رہے کہ مدیر اشراق نے مذکورہ بالا آیات میں سے کسی کا بھی متن نہیں لکھا تھا بلکہ ان کے تراجم اور مفاہیم بیان کر کے زیر صفحہ (Footnote) حوالے ذکر کئے تھے۔

2۔ سورۃ الشمس کی چند آیات کے ترجمے سے استشہاد کیا گیا ہے: اس میں تین باتیں محل نظر ہیں:

الف) حوالہ نادرست ہے۔

ب) آیت قرآنی کا حوالہ آیت کے ساتھ دینے کے بجائے ترجمہ کے ساتھ دیا گیا ہے۔

ج) ترجمے میں آزادروی برتی گئی ہے۔

---

1 البقرہ ۱۹۱:۲
al- Qur’ān 2:191

2 المائدۃ ۳۲:۵
al- Qur’ān 5:191

3 البقرہ ۱۷۹:۲
al- Qur’ān 2:179

4 منظور الحسن، سید، شذرات، ماہنامہ اشراق، المورد، مارچ ۲۰۲۰، لاہور، ص ۶
Manzur al Ḥasan, syed, Shazrāt, Mahnāma Ishrāq, al-Maurid, March2020, Lahore,p6

﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ○ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ○ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾[5]

ان آیات کا ترجمہ نقل کرنے کے بعد حوالہ (الشمس ۹۱:۶-۱۰) دیا گیا ہے۔ جس میں ایک اضافی آیت (الشمس ۹۱:۶) کا ذکر شامل ہے جس کا متن اور نہ ہی اردو مفہوم مضمون کا حصہ ہے۔ ترجمہ ان الفاظ میں ہے:

"اور نفس گواہی دیتا ہے اور جیسا اسے سنوارا۔ پھر اس کی نیکی اور بدی اسے سجھادی کہ فلاح پا گیا وہ جس نے اس کو پاک کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے آلودہ کیا[6]۔"

یہ حقیقت ضرور زیر نظر رہے کہ یہاں بھی قرآنی متن کے بغیر ترجمہ نقل کرکے نادرست حوالہ دیا گیا ہے۔

3) ترجمہء قرآن میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر کا عدم لحاظ:

1۔ قرآنی الفاظ ہیں ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ "[7] پھر اس کی نیکی اور بدی اسے سجھادی" محولہ بالا ترجمے میں قرآنی الفاظ کی ترتیب کو الٹ دیا گیا ہے اور الفاظ کی یہ تقدیم و تاخیر اس لیے سامنے آئی کہ عام طور پر جب مترجم کا ذکر نہ ہو تو اشراق کے مقالہ نگار اپنے سرپرست جاوید احمد غامدی کا ترجمہ قرآن نقل کرتے ہیں۔ یہاں ترجمہ تو غامدی صاحب کا ہی لیا گیا لیکن اس میں مضمون نگار نے اپنی رائے کو استعمال میں لا کر قرآنی الفاظ کے بجائے اردو محاورے کی پیروی کرتے ہوئے "پھر اس کی نیکی اور بدی اسے سجھادی" لکھنا موزوں خیال کیا۔

غامدی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اور نفس اور جیسا اسے سنوارا، پھر اس کی بدی اور نیکی اسے سجھادی (کہ روز قیامت شدنی ہے، اس لیے) فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے آلودہ کر ڈالا"۔[8]

---

5 الشمس ۹۱:۷-۱۰
al- Qur’ān 91:7-10

6 ریحان احمد یوسفی، ماہ رمضان کا مقصد، اشراق، مئی، ۲۰۲۰ء، ص ۲۳
Riḥān Aḥmad Yusufī, Mah-i-Ramzān ka Maqsad, Ishrāq, ,May2020 ,p23

7 الشمس ۹۱:۸
al- Qur’ān 91:8

8 غامدی، جاوید احمد، البیان، المورد، لاہور، ۲۰۱۴ء، ج ۴، ص ص ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۸
Ghāmdī, Jawaid Aḥmad, al-Biyān ,al-Maurid, ,Lahore,2014,pp.464,465,468

ترجمہ قرآن کریم ہر ہما شُما کا کام نہیں ہے۔ اس میں بعض اوقات سیاق کلام کی رعایت سے، بعض اوقات مستتر ضمائر کے حوالے سے، بعض اوقات محذوفات کے حوالے سے الفاظ لانے ہوتے ہیں۔ اس لیے مناسب ترین تحقیقی رویہ یہ ہے کہ اپنی خام رائے اس میں داخل نہ کی جائے اور مترجم کا ترجمہء قرآن اسی کے الفاظ میں نقل کر دیا جائے۔

3) غیر محقق املاء:

1۔ مذہبی تحقیق کے حوالے سے نکلنے والے رسائل و جرائد میں ماہنامہ اشراق کو ادبی حلقوں میں بھی ایک اعتباریت حاصل ہے۔ اس لیے بالکل توقع نہیں کی جاتی کہ املاء یا جملوں کی بناوٹ کے حوالے سے کسی غلطی کو اس کی تحریروں میں در آنے کا موقع ملے۔ بلکہ جس املاء کو اہل اشراق شائع کر دیں وہ ایک معیار قرار پاتی ہے۔ راقم کے ہم نام خورشید احمد ندیم کا مقالہ "فکر اسلامی کی تشکیل جدید" اسی مارچ ۲۰۲۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تو آپ نے اپنے مقالے کے تین سطری تعارف میں لکھا: "یہ مضمون میرے کالموں کے مجموعے 'متبادل بیانیہ' کے نئے ایڈیشن میں بطور مقدمہ شامل ہے۔ مقصود یہ تھا کہ کالموں کی صورت میں لکھی گئی متفرق [تحریوں] میں موجود فکری وحدت اور نظم کو واضح کیا جائے"[9]۔

مربع قوسین میں نمایاں کئے گئے لفظ "تحریوں" کو ایک نیا لفظ سمجھ کر لغات میں تلاش کرنے کی کوشش کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کوئی نیا لفظ نہیں ہے بلکہ "تحریروں" کی نامکمل صورت ہے۔

4) صرف و نحو سے عدم واقفیت:

1۔ ایک ذریعے سے معلوم ہوا کہ مارچ ۲۰۲۰ء کے بعد اشراق کی کاغذ پر اشاعت تو عالمی وباء کی وجہ سے ممکن نہیں ہو پائی البتہ متعلقہ رابطے (Link) کے ذریعے اپریل، مئی اور جون ۲۰۲۰ء کے شماروں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اپریل ۲۰۲۰ء کا شمارہ اسکرین پر نمایاں ہوا تو صفحہ نمبر ۴ سے ۱۶ تک پھیلے ہوئے مدیر اشراق کے شذرات کا موضوع بھی موجودہ عالمی وباء کے تعلق سے ہی تھا۔ اس میں سورۃ النساء کی آیت ۱۰۲ کے عربی متن کو "لَمْ يُصَلُّوْا

9 اشراق، مارچ ۲۰۲۰، ص ۶۶

Ishrāq,March2020,p66

فَلۡيُصَلُّوۡا" پر ختم کر دیا گیا لیکن ترجمہ میں "فَلۡيُصَلُّوۡا" کے بعد لکھنے سے رہ جانے والے لفظ "مَعَكَ" کا ترجمہ "اور تمہارے ساتھ نماز ادا کرے" موجود ہے۔[10]

اس میں راقم کی طالب علمانہ نگاہ تین جگہوں پر ٹھہری:

الف۔ "مَعَكَ" کے لفظ اور اس کے ترجمے کے بغیر مجاہدین اسلام کی نماز اور شذرات کا زیر بحث نکتہ تکمیل کو نہیں پہنچتے۔ علمی سطح پر حوالے کا درجہ رکھنے والے مجلے میں اس طرح کے تسامحات کا موجود ہونا توجہ طلب ہے۔

ب۔ دوسری بات یہ کہ آیت کے زیر حوالہ جز کے آخری حصے "لَمۡ يُصَلُّوۡا فَلۡيُصَلُّوۡا مَعَكَ" [11] کا ترجمہ بایں الفاظ دیا گیا ہے۔ "جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے اور تمہارے ساتھ نماز ادا کرے۔"

اگر قرآنی متن اور اس کے ترجمہ کو آمنے سامنے رکھا جائے تو "نماز نہیں پڑھی ہے" کے بعد صرف "اور" کچھ بے جا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر "وہ" بھی شامل کر لیا جائے تو ترجمہ قرآنی متن کے زیادہ قریب مانا جائے۔ اس خیال سے کہ ہو سکتا ہے مدیر اشراق، کمپوزر یا پروف پڑھنے والے کی نظر چوک گئی ہو غامدی صاحب کے 'البیان' سے تصدیق چاہی تو وہاں بھی ترجمہ جوں کا توں ہی لکھا ہوا پایا: "جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے اور تمھارے ساتھ نماز ادا کرے" [12] آیت کے اس ٹکڑے کا ترجمہ تدبر قرآن سے ملاحظہ فرمایئے "جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے اور وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے۔"[13]

اگر مکمل آیت کے تناظر میں غامدی صاحب کا ترجمہ پڑھا جائے تو محولہ بالا "وہ" کی غیر موجودگی زیادہ محسوس نہیں ہوتی لیکن جس طرح یہاں آیت کا ابتدائی حصہ لیا گیا ہے اس کے ترجمے میں زیر بحث "وہ" کی کمی باقاعدہ کھلتی ہے۔

---

10 اشراق، اپریل ۲۰۲۰، ص ۱۴
Ishrāq,April,2020,p1

11 النساء۴:۱۰۲
al- Qur’ān 4:102

12 غامدی، جاوید احمد، البیان، المورد، لاہور، ۲۰۱۴ء، ج۱، ص۵۳۹
Ghāmdī̱, Jawaid Aḥmad, al-Biyān ,al-Maurid, ,Lahore,2014, vol.1,p.539

13 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج۲، ص۳۶۸
Islāḥī̱, Amī̱n Aḥsan, Tadabbur -i- Qur’ān, Fārān Foundation, Lahore,1999,vol.2,p368

ج۔ دانش سراء اور المورد کے نظام تعلیم میں سب سے زیادہ جس چیز کو اہمیت دی جاتی ہے وہ ان کی 'عربیت' ــــــ جاہلی، جدید، کتابی، صرفی، نحوی، یعنی ہر طرح کی عربی سے اعلی درجے کی واقفیت ــــــ ہے۔ عربی گرامر کی رو سے "فَلْیُصَلُّوْا" فعل، "مَعَ" مضاف اور "کَ" مضاف الیہ ہے۔ کسی بھی فعل کی تکمیل کے لئے کچھ لوازم یا متعلقات کا وجود ضروری مانا گیا ہے۔ زیر مطالعہ آیت مبارکہ کے حصے میں "مَعَکَ" اپنے فعل "فَلْیُصَلُّوْا" کا ظرف ہے۔ چونکہ ظرف کے بغیر فعل مکمل نہیں ہوتا اس لیے "فَلْیُصَلُّوْا" پر آیت کا مکمل کر دینا اس بات کا غماز ہے کہ 'عربیت' کی روح ان دانش مندوں یا دانش وروں ــــــ دانش سراء کے فیض یافتگان کے لیے جو لفظ بھی موزوں ہو ــــــ میں اسطرح سرائیت نہ کر سکی جسطرح اسکے بانیان کی خواہش تھی۔

حفظ قرآن کریم سے بے اعتنائی بلکہ بے زاری کے حوالے سے فکر غامدی کے ایک خوشہ چین اور ماہنامہ اشراق کے لکھاری ڈاکٹر عرفان شہزاد نے (پ 1976ء) تین مقالات اشراق ہی کے صفحات پر شائع کیے۔ جون اور اکتوبر 2019ء اور جون 2020ء میں اشاعت پزیر ہونے والے ان مضامین میں اس بات کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا کہ حفظ قرآن کریم کو غیر ضروری، غیر اہم اور بے جا قرار دیا جائے۔ اس حقیقت سے سب اہل نظر آگاہ ہیں کہ حفظ قرآن کریم علوم عالیہ کے حصول کی ابتداء ہے، منزل نہیں ہے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود کہ حافظ قرآن راہ علم کا مبتدی ہے کوئی حافظ قرآن کبھی "فَلْیُصَلُّوْا" پر وقف نہیں کرے گا کیونکہ رموز او قاف بھی حفظ قرآن کا لازمی حصہ ہیں۔ اشراق کے مقالہ نگار چونکہ حفظ قرآن کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں اس لیے وہ "فَلْیُصَلُّوْا" پر وقف کر کے ترجمے کے ذریعے اپنی 'عربیت' کا بھرم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

2۔ اشراق کے شمارہ اپریل ۲۰۲۰ء کے سلسلہء مضامین 'معارف نبوی' کے تحت "غنا اور موسیقی" کے زیر عنوان مقالہ کو جاوید احمد غامدی کی تحریر جبکہ ترجمہ و تحقیق ڈاکٹر محمد عامر گزدر کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ اس تحریر میں "عن ابن عباس" کا ترجمہ "عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" کیا گیا ہے[14]۔ اس میں طالب علمانہ سوال یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں باپ بیٹا صحابیت کے شرف سے مشرف

14 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۲، ص ۲۹
Islāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur -i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p29

ہیں تو ان دونوں کا نام جب اکٹھا آئے ـــــ جیسے کہ ترجمہ میں آیا ہے ـــــ تو "رضی اللہ عنہما" لکھنا زیادہ موزوں نہ ہو گا؟

5)ترجمانی کو پیچھے چھوڑ دینے والا ترجمہ:

1۔ سورۃ النحل کی ایک آیت یوں نقل کی گئی ہے: مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ[15] اس کا ترجمہ بایں الفاظ دیا گیا ہے: "ایمان والو، تم میں سے جو اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کریں گے، انھیں اگر مجبور کیا گیا ہو اور ان کا دل ایمان پر مطمئن ہو، تب تو کچھ مواخذہ نہیں۔"[16]

درج بالا ترجمے کے آخری الفاظ محل نظر ہیں۔ اگر متن قرآن کو سامنے رکھا جائے تو "تب تو کچھ مواخذہ نہیں" کسی قرآنی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے۔ مترجم اگر کسی حذف کو کھولنے، محذوف کو سامنے لانے یا قرینے کی بنیاد پر ان الفاظ کو ترجمے میں ضروری خیال کرتے ہیں تو وہ انھیں قوسین ( ) میں لکھ سکتے ہیں لیکن اس طرح بغیر کسی قرینے کے ان الفاظ کا یہاں لکھنا شاید موزوں نہیں ہے۔ امین احسن اصلاحی کا ترجمہ ملاحظہ ہو: "جو اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا کفر کرے گا بجز اس کے جس پر جبر کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو،"[17]

2۔ سورۃ البقرہ کی ایک آیت اور اس کا ترجمہ یوں دیا گیا ہے:

فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ[18]

"اس پر بھی جو مجبور ہو جائے، نہ چاہنے والا ہو، نہ حد سے بڑھنے والا تو تیرا پروردگار بخشنے والا ہے، اس کی شفقت ابدی ہے۔"[19] یہاں دو باتیں محل نظر ہیں:

15　النحل۱۶:۱۰۶

al- Qur'ān 16:106

16　اشراق، اپریل ۲۰۲۰، ص۱۱

Ishrāq, April2020, p11

17　اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج۴، ص ۴۵۳

Islāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur -i- Qur’ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.4,p453

18　البقرہ۲:۱۷۳

al- Qur’ān 2:173

19　اشراق، اپریل ۲۰۲۰، ص ص ۱۰-۱۱

Ishrāq, April2020, pp10-11

الف۔ اس ترجمے میں قرآنی الفاظ "فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ" کا ترجمہ ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔

ب۔ "اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" کا ترجمہ "تو تیرا پروردگار بخشنے والا ہے، اس کی شفقت ابدی ہے"۔

اس میں "تو تیرا پروردگار" کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟

امین احسن اصلاحی زیر بحث قرآنی الفاظ کا ترجمہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: "اس پر بھی جو مجبور ہو جائے اور وہ خواہش مند اور حد سے آگے بڑھنے والا نہ ہو تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"[20]

اگر غامدی صاحب کا ترجمہ دیکھا جائے تو وہ محولہ بالا تسامحات سے پاک ہے۔

"اس پر بھی جو مجبور ہو جائے، اس طرح کہ نہ چاہنے والا ہو، نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ یقیناً بخشنے والا ہے، وہ سراسر رحمت ہے۔"[21]

اصلاحی صاحب اور غامدی صاحب کے تراجم دیکھنے کے بعد یہ احساس پختہ ہو جاتا ہے کہ بزرگ تو اپنے کام میں پوری احتیاط اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن دور جدید کے خوشہ چین اپنی عربی دانی کے اظہار کے لیے یا جلدی اور بے احتیاطی کے باعث ایسی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں کہ ترجمے کا متن سے دور کا واسطہ بھی نہیں رہتا۔

6) اقتباس نقل کرنے میں عدم احتیاط:

1۔ سورہ النور کے درس نمبر ۵ میں جاوید احمد غامدی نے اپنے استاذ امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن سے ایک پیرا نقل کیا ہے۔ اس اقتباس کا آخری جملہ یوں ہے:

"اگر تھوڑے سے ناشکرے انسان اُس سے الگ ہوں تو ان کی علیحدگی سے وہ کیوں بد دل اور مایوس ہو، جب کہ خدا کے آسمان و زمین، اس کے شمس و قمر، اس کے دریا اور پہاڑ اور اس کے سارے چرند و پرند ہر وقت اس کے ہم رکاب ہیں؟"[22]

---

20 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۱، ص ۳۹۴
Islāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur -i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p394

21 غامدی، جاوید احمد، البیان، المورد، لاہور، ۲۰۱۴ء، ج ۱، ص ص ۱۷۴۔۱۷۵
Ghāmdī, Jawaid Aḥmad, al-Biyān ,al-Maurid, ,Lahore,2014, vol.1,pp.174-175

22 اشراق، اپریل ۲۰۲۰ء ص ۱۸

درج بالا جملے کے آخر میں سوالیہ نشان "؟" لگایا گیا ہے۔ پورا جملہ نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں اس نشان "؟" کی غیر ضروری موجودگی کو نمایاں کیا جائے۔ اگر امین احسن اصلاحی کی تدبر قرآن سے رجوع کیا جائے تو وہاں بھی سوالیہ نشان موجود نہیں ہے[23]۔ معلوم نہیں غامدی صاحب اس سوالیہ نشان سے —— جس کی بظاہر جگہ بھی نہیں بنتی —— کس تفسیری نکتے کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

بڑے نتائج والے چھوٹے تسامحات:

1۔ عنِ "البیان" کے زیر عنوان غامدی صاحب کی کتاب "البیان" کے حوالے سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ برائی کا ارتکاب کرنے والے شخص کی شرعی سزا کے حوالے سے جواب کا ایک جملہ یوں ہے" لا ینکح کے الفاظ کی اس [و] ضاحت کے بعد اب صاحب 'البیان' کی رائے کو بہ خوبی سمجھ لیا جا سکتا ہے[24]"۔ اس میں [و] کے رہ جانے سے فقرہ مبہم رہ گیا ہے۔ شریعت کے حوالے سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات اہل علم کی عمر بھر کی محنت اور غور و فکر کا نتیجہ اور عوام الناس کے لئے بعض اوقات حکم کا درجہ رکھتے ہیں اس لئے ان کا ہر لفظ بہت واضح ہونا ایک قدرتی تقاضا ہے۔

2۔ ص ٢١ کا حاشیہ نامکمل ہے۔ جو یوں ہے:

"بلکہ یہ اسلوب اس لیے بھی مختلف برتا گیا کہ متکلم کے پیش نظر یہاں جس طرح زنا کی سزا کو بیان کرنا ہے، اسی طرح پاک دامن مسلمانوں کو یہ"[25]

یقیناً جملہ مکمل ہونے سے رہ گیا ہے۔ امید ہے اپریل کے شمارے کی کاغذ پر اشاعت سے پہلے اسے مکمل کر لیا جائے گا۔

Ishrāq, April2020, p18

23 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ١٩٩٩ء، ج ٥، ص ٤١٩

Islāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur -i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.5,p419

24 رضوان اللہ، عن "البیان"، اشراق، مئی ٢٠٢٠ء، ص ٢١

Rizwānullah, 'An"al-Biyān", Ishrāq, May2020, p21

25 ایضا

Ibid

3۔ ڈاکٹر عرفان شہزاد کی اس رائے سے شاید کوئی بھی اتفاق نہ کر سکے: "جہنم کی آگ کا خطرہ دنیا کے کسی بھی خطرے کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔"[26]

4۔ "حرمت شراب کا حکم نازل ہونے سے [پہلے] ایک انصاری صحابی نے حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی دعوت کی اور انھیں شراب پلا دی۔"[27]

مربع قوسین میں لپٹا لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے جسے نمایاں کر دیا گیا ہے۔

غیر تحقیقی انداز تحریر:

12-اشراق میں عموماً قرآنی آیات کا حوالہ آیات کے بعد دیا جاتا ہے لیکن سیر و سوانح کے مقالہ نگار آیت قرآنی کے بعد ترجمہ نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد حوالہ دیتے ہیں۔ یہ ایک غیر تحقیقی رویہ ہے کیونکہ (المجادلہ ۱۲:۵۸) قرآنی آیت کا حوالہ ہے نہ کہ ترجمے کا۔[28]

غیر درست املاء:

1۔ عربی عبارت ہے:"آيات فيها بشارة هاجرو اسماعيل"[29] اس کا ترجمہ بایں الفاظ دیا گیا ہے:

"جن آیتوں میں حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام کو بشارت دی گئی ہے۔"

یہاں اپنے قارئین کی درست رہنمائی کے بجائے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام هاجر عليها السلام ہے ایک غلط العام کی پیروی کی گئی ہے۔ عربی میں تو الفوز الكبير فی اصول التفسير کی عربی عبارت نقل

---

26 عرفان شہزاد، ڈاکٹر، ہم جنس پرستی اور جنسی زیادتی: دینی اور سماجی تناظر میں متعلقہ مسائل کا جائزہ اور تجاویز، اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۴۱

‘Irfān Shahzād, Dr, Hamjinsparastī Aur Jinsī Ziyādtī :Dīnī Aur Samājī Tanāzur Mein Mut‘alliqa Masā’l ka Jā’zah Aur Tajāwīz, , Ishrāq, June2020, p41

27 وسیم اختر، محمد، مفتی، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۶۵

Wasīm Akhtar, Muḥammad, Muftī, Ḥazrat ‘Alī Radī Allah ‘Anhu, Ishrāq, June2020, p65

28 وسیم اختر، محمد، مفتی، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اشراق، مئی، ۲۰۲۰ء، ص ص ۶۵،۶۷

Wasīm Akhtar, Muḥammad, Muftī, Ḥazrat ‘Alī Radī Allah ‘Anhu, Ishrāq, May2020,pp65-67

29 منظور الحسن، سید، شذرات، اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۹

Manzur al Ḥasan, syed, Shazrāt, Ishrāq, ,June2020,Lahore,p.9

کرتے ہوئے "ھاجر" ہی لکھا لیکن اردو ترجمہ میں اسے "ہاجرہ" بنا دیا گیا۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ علمی حلقوں کو غلط العوام کی پیروی کے بجائے رہنمائی کے مقام پر فائز ہونا چاہیے۔

ضمائر کا عجب استعمال

"حکومتیں اپنے ملک کے معاشی حالات کے تقاضوں سے اپنے لوگوں کو کم بچے پیدا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، اسی طرح حالات اگر تقاضا کریں تو آبادی بڑھانے کی ترغیب بھی دے سکتے ہیں۔"[30]

یہاں "حکومتیں۔۔۔ دیتے ہیں۔۔۔ اور دے سکتے ہیں" محل نظر ہے۔

ایک ترجیح ایک اصول:

قرآنی آیات کا بطور استشہاد تحقیقی مقالوں میں آنا، سور اور آیات کا حوالہ دینا اور آیات کے تراجم نقل کرنے کے حوالے سے راقم کی ایک رائے ہے جسے اصول تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن اس کی اہمیت سے چنداں انکار بھی ممکن نہیں ہے۔

ایک حافظ قرآن محقق غیر حافظ قرآن محقق کی نسبت قرآنی آیات، سور اور تراجم کے نقل کرنے اور حوالہ دینے میں کم غلطیوں کا شکار ہوتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں ایک حافظ قرآن محقق غیر حافظ قرآن محقق کی نسبت علوم اسلامیہ کے میدان میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔اوپر آیات کے غلط حوالے، آیات کا غلط ترجمہ، ترجمہ قرآن میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر کا عدم لحاظ، یہ سب کج ادائیاں مجوزہ بالا اصول کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حفظ قرآن پر غیر روایتی نکتہ نظر:

1۔جون ۲۰۱۹ء کے ماہنامہ اشراق کے ایک مقالہ نگار ڈاکٹر عرفان شہزاد نے "قرآن مجید کے حفظ کی رسم پر نظر ثانی کی ضرورت" شائع کیا۔ اس میں مقالہ نگار کا نقطہ نظر یہ تھا کہ: "قرآن مجید کے حفظ کی رسم صدیوں سے مسلم سماج میں رائج ہے اور عام تاثر یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذریعہ اور باعث اجر و سعادت ہے۔" ان کے

30 عرفان شہزاد، ڈاکٹر، ہم جنس پرستی اور جنسی زیادتی: دینی اور سماجی تناظر میں متعلقہ مسائل کا جائزہ اور تجاویز، اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۵۲

‘Irfān Shahzād, Dr, Hamjinsparastī Aur Jinsī Ziyādtī: Dīnī Aur Samājī Tanāzur Mein Mut‘alliqa Masā’l ka Jā’zah Aur Tajāwīz, , Ishrāq, June2020, p.52

خیال کے مطابق "یہ تصور چند در چند غلط فہمیوں کا مرکب ہے۔" مقالہ نگار نے مزید لکھا کہ: "قرآن مجید کا مقصد اس کے کلام اور پیام کا ابلاغ ہے۔ ابلاغ کے لیے کلام کا حفظ ہونا ضروری نہیں۔"[31]

راقم نے 'جواب آں غزل' کے زیر عنوان ماہنامہ ضیائے حرم کے صفحات پر شہزاد صاحب کی ژولیدہ بیانی کے جواب میں لکھا:

"حفظ قرآن مجید محض رسم نہیں، بلکہ امت مسلمہ کی پختہ روایت ہے۔ حفظ قرآن کریم کی یہ روایت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ عالم انسانیت کے پہلے فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے 'الحمد' سے 'والناس' تک قرآن کریم کو یاد کیا۔ حفظ قرآن کریم کی روایت سنت جبرئیل علیہ السلام بھی ہے کہ انھیں پورا قرآن کریم ایک سے زیادہ مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ پاکیزہ روایت سنت صحابہ بھی ہے کہ سینکڑوں صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین قرآن مجید کے مکمل متن کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے تھے۔ حفظ قرآن کریم کی روایت امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کی بھی سنت ہے۔ علوم القرآن کے بہت سے علماء نے حفظ قرآن کریم کو امت کے لیے فرض کفایہ قرار دیا ہے۔"[32]

مقالہ نگار کے بقول "قرآن مجید کے حفظ کرنے کی ہدایت، بلکہ ذکر تک قرآن مجید میں موجود نہیں۔ قرآن مجید کی ایک آیت سے قرآن کے حفظ کا مفہوم اخذ کیا جاتا ہے: 'وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ

31 عرفان شہزاد، ڈاکٹر، قرآن مجید کے حفظ کی رسم پر نظر ثانی کی ضرورت، اشراق، جون، ۲۰۱۹ء، ص ۳۴
'Irfān Shahzād, Dr, Qur'ān Majīd key Ḥifz kī Rasm Par Nazr-i- Thanī kī Zarurat, , Ishrāq, June2019, p.34

32 خورشید احمد قادری، ڈاکٹر، حافظ، جواب آں غزل، حفظ قرآن کریم کی روایت پر نظر ثانی کی ضرورت------؟ ایک فکری مغالطے کا ازالہ، ضیائے حرم، جولائی ۲۰۱۹ء، ص ۶۰
Khurshīd Aḥmad Qādrī, Dr, Ḥafiz, Jawāb An Ghazal, Ḥifz-i- Qur'ān Karim ki Riwayat par Nazr-i-thanī kī zarurat------? Aīk Fikrī Mughaltey ka Azala, Zia –i-Ḥaram, July 2019,p.60

مُّدَّکِرٍ[33]' ہم نے اس قرآن کو یاد دہانی کے لیے نہایت موزوں بنا دیا ہے۔ پھر کیا ہے کوئی یاد دہانی حاصل کرنے والا؟"[34]

درج بالا پیرے میں پہلی قابل توجہ بات تو یہ ہے کہ آیت قرآنی کا حوالہ متن کے ساتھ دینے کے بجائے ترجمے کے ساتھ دیا گیا ہے جو تحقیقی اصولوں حتیٰ کہ عقل عام کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ حوالہ آیت کا دیا جا رہا ہے نہ کہ ترجمے کا۔ دوسری بات یہ ہے کہ "مقالہ نگار نے اپنے مقالہ کی بنا 'وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ[35]' ہم نے اس قرآن کو یاد دہانی کے لیے نہایت موزوں بنا دیا ہے۔ پھر کیا ہے کوئی یاد دہانی حاصل کرنے والا؟" پر رکھی ہے۔ حالانکہ یاددہانی اور حفاظت میں بعد المشرقین پایا جاتا ہے۔ یاددہانی ایک فرد کا ذاتی معاملہ جبکہ حفاظتِ قرآن کریم پوری امت کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے حقیقت یہ ہے کہ صاحب مضمون نے ایک غلط نظریے پر عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی اس کاوش کی داد ایک بزرگ فارسی شاعر میرزا محمد علی صائب تبریزی(1592۔1676ء) درج ذیل شعر کے ذریعے پہلے ہی دے چکے ہیں:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اگر وہ اپنے مقالے کی بنا 'اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ [36] ' بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کی حفاظت کریں گے' پر اٹھاتے تو یقیناً ان کے دلائل کی دیوار زیادہ بلند نہ ہو پاتی"۔[37]

---

33 القمر ۵۴:۳۲

al- Qur'ān 54:32

34 عرفان شہزاد، ڈاکٹر، قرآن مجید کے حفظ کی رسم پر نظر ثانی کی ضرورت، اشراق، جون، ۲۰۱۹ء، ص ۳۴

'Irfān Shahzād, Dr, Qur'ān Majīd key Ḥifz kī Rasm Par Nazr-i- Thānī kī Zarurat, , Ishrāq, June2019, p.34

35 القمر ۵۴:۳۲

al- Qur'ān 54:32

36 الحجر ۱۵:۹

al- Qur'ān 15:9

37 خورشید احمد قادری، ڈاکٹر، حافظ، کیا قرآن مجید کے حفظ کی روایت پر نظر ثانی ہو سکتی ہے؟، ماہنامہ روح بلند، لاہور، اکتوبر، ۲۰۱۹ء، ص ۱۳

Khurshīd Aḥmad Qādrī, Dr, Ḥāfiz, , Kiya Qur'ān Majīd key Ḥifz ki Riwāyat par Nazr-i-thānī ho Saktī hey?,Māhnāmā Ruh Buland, Lahore, October 2019,p.13

اشراق کے مقالہ نگار نے اپنا مضمون ان الفاظ پر ختم کیا ہے:

"موجودہ دور میں، جب کہ قرآن مجید کو محفوظ رکھنے، پڑھنے اور آیات اور موضوعات تلاش کرنے کے جدید ترین ذرائع وجود میں آچکے ہیں تو کوئی وجہ نہیں انسان کے قیمتی وقت کو ایک ایسی مشقت میں لگایا جائے جس کا کوئی مطالبہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ دین کا کوئی مفاد اب اس سے وابستہ ہے۔"[38]

راقم نے اشراق کے مقالہ نگار کی جدت پسندی اور آزادروی پر ان الفاظ میں گرفت کی:

"قرآن کریم کو محفوظ کرنے کے جو جدید ذرائع وجود میں آچکے ہیں یہ سب انسانی ذرائع ہیں، یہ حفاظ کریم کے سینوں کی طرح معتبر نہیں ہوسکتے۔ یہ Hang ہوسکتے ہیں، corrupt ہوسکتے ہیں، Invalid ہوسکتے ہیں، Hack ہوسکتے ہیں اور حتیٰ کہ مکمل طور پر Crash بھی ہوسکتے ہیں۔ لیکن یہ حفاظ کرام کے سینے ہیں جو صور اسرافیل پھونکے جانے تک نغمۂ سرمدی کو دہرانے کا یقینی وسیلہ بنے رہیں گے۔"[39]

مقالہ نگار کے محولہ بالا پیرے میں اٹھائے گئے دوسرے نکتے کا جواب دیتے ہوئے راقم نے لکھا:

"امت مسلمہ سے حفاظت قرآن کریم کا مطالبہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ ہوتا تو جنگ یمامہ میں حفاظ کرام کی شہادت سے دربار خلیفۃ الرسول میں سراسیمگی نہ پھیل جاتی اور شیخین کلام اللہ کی حفاظت کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حفاظ کرام کی کمیٹی نہ بٹھاتے۔

جہاں تک حفظ قرآن کریم کے ساتھ دین کے مفاد کی وابستگی کا تعلق ہے تو اس حقیقت سے کوئی باشعور مسلمان انکار نہیں کر سکتا کہ پوری دنیا میں ڈیڑھ ارب سے زیادہ مسلمانوں کی اجتماعیت، نماز پنجگانہ، نماز جنازہ، نماز

---

38 عرفان شہزاد، ڈاکٹر، قرآن مجید کے حفظ کی رسم پر نظر ثانی کی ضرورت، اشراق، جون، ۲۰۱۹ء، ص ۳۴
'Irfān Shahzād, Dr, Qur'ān Majīd key Ḥifz kī Rasm Par Nazr-i- Thānī ki Zarurat, , Ishrāq, June2019, p.34

39 خورشید احمد قادری، ڈاکٹر، حافظ، کیا قرآن مجید کے حفظ کی روایت پر نظر ثانی ہو سکتی ہے؟، ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ، اگست۔ستمبر ۲۰۱۹ء ص ۲۰
Khurshīd Aḥmad Qādrī, Dr, Ḥāfiz, , Kiya Qur'ān Majīd key Ḥifz kī Riwāyat par Nazr-i-thānī ho Saktī hey?,Māhnāmā Shamsul Islam, Bherah, August-September 2019,p.20

عیدین، دینی تعلیم، تدریس، تربیت، تفسیر، حدیث، فقہ، جدید قانون سازی اور اجتہاد سب کا انحصار حفظ قرآن کریم پر ہی ہے[40]۔"

حفظ قرآن کریم کی اہمیت کے درج بالا نکات میں سب سے اہم یہ ہے کہ قرآن کریم کو ایک نظم وضبط کی پابندی سے یاد کیا جائے، پانچوں نمازوں ـــــ اور جس کو رب العزت توفیق دے ـــــ نوافل اور زندگی کی آپا دھاپی میں جب وقت ملے، اس پاکیزہ ترین کلام کو دہراتا رہے، نہ صرف یہ کہ اس کے بھولنے کا امکان کم سے کم ہو جاتا ہے بلکہ اس کی ساری زندگی قرآن حکیم کی تعلیمات اور برکتوں کے سائے میں گذرتی ہے۔ قرآن کریم کا یاد ہونا ایک عملی مسلمان کی زندگی کا پہلا، اس کے الفاظ کے معانی اور آیات کے مفہوم کو جاننا دوسرا، اس کی آیات پر غور و فکر کرنا تیسرا اور اپنی شخصیت کو اپنے غور و فکر کے نتائج کے مطابق ڈھال لینا آخری اور مقصود مرحلہ ہے۔ ایک حافظ قرآن عملی زندگی میں اچھا انسان، اچھا مقرر، اپنے ہم عصروں سے بہتر محقق، بہتر استاد اور بہتر زبان دان ہوتا ہے۔ اس لیے اہل "اشراق" عام طور پر اور اپنے مجلے کی بہتری کے لیے اور خاص طور پر حفظ قرآن کریم کے حوالے سے اپنے نقطۂ نظر پر نظر ثانی کریں۔

مقالہ نگار حفظ قرآن کریم کو اس قدر غیر ضروری خیال کرتے ہیں کہ جون ۲۰۱۹ء میں پیش کئے جانے والے خیالات کو ہی ٹھیک ایک سال بعد جون ۲۰۲۰ء میں اشراق کے صفحات پر "ہم جنس پرستی اور جنسی زیادتی: دینی اور سماجی تناظر میں متعلقہ مسائل کا جائزہ اور تجاویز" کے زیر عنوان ایک مرتبہ پھر پیش کیا[41]۔ اس تحریر میں مقالہ نگار نے ایک نقطہ یہ اٹھایا کہ حفظ قرآن کریم ہر کسی کے لئے واجب نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:

---

40 خورشید احمد قادری، ڈاکٹر، حافظ ، کیا قرآن مجید کے حفظ کی روایت پر نظر ثانی ہو سکتی ہے؟ اشراق، اگست ۲۰۱۹ء، ص ۷۳

Khurshīd Aḥmad Qādrī, Dr, Ḥafiz, , Kiya Qur’ān Majīd key Ḥifz kī Riwāyat par Nazr-i-thānī ho Saktī hey?, Ishrāq, August 2019,p.73

41 عرفان شہزاد، ڈاکٹر، ہم جنس پرستی اور جنسی زیادتی: دینی اور سماجی تناظر میں متعلقہ مسائل کا جائزہ اور تجاویز، اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ص ۳۶-۵۵

‘Irfān Shahzād, Dr, Hamjinsparastī Aur Jinsī Ziyadtī: Dīnī Aur Samājī Tanāzur Mein Mut‘alliqa Masa’l ka Ja’zah Aur Tajawīz, , Ishrāq, June2020, pp36-55

"پورے قرآن کریم کا زبانی یاد کرنا واجب عمل نہیں ہے اور کسی غیر واجب کام کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا جا سکتا"[42]

اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ حفظ قرآن کریم ہر مسلمان کے لئے واجب نہیں ہے۔ لیکن ایک طالب علم کے تعلیمی سلسلے کے اہم مرحلے کے طور پر اس کی اہمیت سے کسی صاحب عقل کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹیوں میں سے ایک، جامعۃ الازہر الشریف کے شیخ الجامعہ کا یہ قول زبان زد عام ہے:
من لم یحفظ القرآن ھو لیس بازھری "جو حفظ قرآن کی دولت سے محروم ہے وہ ازہری نہیں ہو سکتا"

الازہر کے نظام میں ہر مقامی طالب علم کے لئے پرائمری میں کچھ پارے یاد کرنا ضروری ہیں۔ ان حفظ شدہ پاروں کے امتحان میں کامیابی کے بغیر پرائمری سرٹیفیکیٹ کا اجرا نہیں کیا جاتا۔ اجزائے قرآن کریم کی تعداد بڑھتے بڑھتے گریجوایشن تک 12 پارے اور پی۔ ایچ۔ ڈی۔ تک پورا قرآن کریم حفظ کر کے اس کے امتحان میں کامیابی ایک لازمی تقاضا ہے۔ اشراق کے مقالہ نگار کے بقول تو "یہ ایک غیر واجب عمل ہے اور کسی غیر واجب کام کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا جا سکتا"[43] ایک ہزار سال سے قائم یونیورسٹی کے ماہرین تعلیم جس چیز کو لازم قرار دے رہے ہوں اگر کوئی ایک شخص اپنے تعصب، لاعلمی یا کسی خاص ایجنڈے کی ترویج کے لئے اسے غیر واجب قرار دے تو یقیناً اس کی رائے محترم نہیں رہتی۔

زیر بحث مقالے کا ایک اہم نکتہ حفاظ کرام کی معانی سے ناآشنا تلاوت ہے۔ بے سمجھے تلاوت و حفظ قرآن کو غیر ضروری قرار دینے کے لئے مقالہ نگار نے جو مثال پیش کی ہے وہ حروف مقطعات الف۔ لام۔ میم۔ کے حوالے سے امام ترمذی کی روایت کردہ وہ حدیث ہے جسے ملکِ شام کے مشہور اسکالر علامہ ناصرالدین البانی(1914۔1999ء) نے صحیح قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: من قرا حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ،والحسنۃ بعشر امثالھا،لا اقول الٓمٓ حرف ولکن الف حرف ولام حرف ومیم حرف۔[44]

42 اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۴۷

Ishrāq, June2020, p.47

43 اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۴۷

Ishrāq, June2020, p.47

44 ترمذی شریف، ۲۹۱۰

Tirmazī Sharīf,2910

"جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے، اور ایک نیکی کو دس گنا بڑھا دیا جائے گا، میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف اور لام ایک [الگ] حرف اور میم ایک [علیحدہ] حرف ہے" مقالہ نگار نے درج بالا حدیث مبارکہ پر یوں تبصرہ کیا ہے:

"اس مفہوم کی حدیث سے بے سمجھ تلاوت وحفظ کے جواز پر استدلال سوء فہم ہے، جس میں ا۔ل۔م۔ کی تلاوت پر تیس نیکیوں کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ طرز تکلم تشویق پیدا کرنے کے لئے ہے، نہ کہ بے سمجھ تلاوت کی ترغیب دینے کے لئے، ا۔ل۔م۔ کو بطور مثال ثواب کا حجم بتانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ بات کسی طرح درست قرار نہیں دی جاسکتی کہ قرآن جس کا مقصد ابلاغِ معنی ہے، اسے بے سمجھ پڑھنے کی ترغیب دی جائے[45]۔"

یہاں اس نکتے کی جانب توجہ دلانا مقصود ہے کہ حدیث مبارکہ میں تین حروف کی تلاوت کے ثواب کی بات کی گئی ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ الف۔لام۔ میم۔ کا شمار تو حروف مقطعات میں ہوتا ہے جن کے معانی سے کسی کو واقفیت ہے بھی نہیں۔ حدیث مبارکہ میں ان حروف کی مثال ہی اس لئے دی گئی ہے تاکہ قرآن کریم کی مجرد تلاوت سے بھی اللہ رب العزت کی خوشنودی کو نمایاں کیا جاسکے۔

قرآن کریم کی چند سورتوں کے شروع میں مذکور حروف مقطعات کے معانی ومفہوم سے متعلق پیر محمد کرم شاہ الازہری (1918-1998ء) نے لکھا: "میرے نزدیک احسن قول یہ ہے کہ الٓمٓ اور دیگر حروف مقطعات "سر بین اللہ و رسولہ" ہے۔ یہ وہ راز ہیں جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہیں۔"[46]

پیر صاحب کی رائے کا لب لباب یہ ہوا کہ حروف مقطعات کے معانی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ اللہ اور رسول کے علاوہ سب کے لئے ان حروف کے معانی پردہء اخفا میں ہیں۔

جاوید احمد غامدی (پ 1951ء) نے حروف مقطعات بارے اپنی رائے یوں ظاہر کی ہے: "۔۔۔انہیں حروف مقطعات کہتے ہیں۔۔۔۔ یہ سورتوں کے نام ہیں۔ ان کے معنی کیا ہیں؟ اس باب میں سب سے زیادہ قرین قیاس نظریہ برصغیر کے جلیل القدر عالم اور محقق امام حمید الدین فراہی کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عربی زبان کے حروف

---

45 اشراق، جون، ۲۰۲۰ء، ص ۵۱

Ishrāq, June2020, p.51

46 پیر محمد کرم شاہ الازھری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور، ۱۹۹۵ء، ج 1، ص ۲۹

Pīr Muḥammad Karam Shah al Azharī, Zia ul Qur'ān Publications, Ganjbaksh road , Lahore, 1995,vol.1, p.29

تھی چونکہ اصلاعرب قدیم میں رائج وہی حروف ہیں جو صرف آواز ہی نہیں بتاتے بلکہ چینی زبان کے حروف کی طرح معنی اور اشیاء پر بھی دلیل ہوتے تھے اور جن معانی یا اشیاء پر دلیل ہوتے تھے، انہی کی صورت پر لکھے بھی جاتے تھے"[47] غامدی صاحب نے خط تمثالی (pictography) کے نظرئے پر اپنے اطمنان کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اس بیان کو 'البیان' کی چوتھی جلد میں بھی دہرایا ہے۔[48]

جاوید غامدی تو اپنے اس نقطہ نظر سے آگے نہ بڑھ سکے لیکن امین احسن اصلاحی (1904-1997ء) نے اس حوالے سے کوئی قطعی بات کہنے سے معذوری ظاہر کی ہے اور اس پر ایک منطقی بحث کے بعد کچھ نتائج اخذ کئے ہیں۔ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: "چونکہ الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں اس وجہ سے ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔۔۔۔ یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔۔۔۔ ان ناموں کے معانی کے بارے میں کوئی قطعی بات کہنا بڑا مشکل ہے۔[49] بات کو آگے بڑھاتے ہوئے صاحبِ تدبر ان حروف کے معانی کی جستجو کو غیر اہم قرار دیتے ہیں۔ آپ رقم طراز ہیں: "جب ایک شے کے متعلق معلوم ہو گیا کہ یہ نام ہے تو پھر اس کے معنی کا سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ نام سے اصل مقصود مسمی کا اس نام کے ساتھ خاص ہو جانا ہے، نہ کہ اس کے معنی[50]۔

قرآن کریم کی تفہیم کے حوالے سے حروف مقطعات کے معانی کی جستجو کو کار لاحاصل قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"کم از کم فہم قرآن کے نقطہ نظر سے ان ناموں کے معانی کی تحقیق کی تو کوئی خاص اہمیت نہیں"[51]

---

47 غامدی، جاوید احمد، البیان، المورد، لاہور، ۲۰۱۴ء، ج ۱، ص ۲۶

Ghāmdī̱, Jawaid Aḥmad, al-Biyān ,al-Maurid, ,Lahore,2014, vol.1,p26

48 غامدی، جاوید احمد، البیان، المورد، لاہور، ۲۰۱۴ء، ج ۴، ص ۱۳

Ghāmdī̱, Jawaid Aḥmad, al-Biyān ,al-Maurid, ,Lahore,2014, vol.1,p.13

49 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۱، ص ۸۳

Islāḥī̱, Amī̱n Aḥsan, Tadabbur-i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p83

50 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۱، ص ۸۳

Islāḥī̱, Amī̱n Aḥsan, Tadabbur-i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p83

51 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۱، ص ۸۳

مذکورہ حروف کے معانی کی تلاش میں جن علماء و محققین نے اپنی اٹکل یا جستجو کے گھوڑے دوڑائے اصلاحی صاحب اسے بے فائدہ قرار دیتے ہیں: "بہت سے پچھلے علماء نے ان ناموں پر غور کیا اور ان کے معنی معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ ان کی جستجو سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا"[52]

سید مودودی (1903-1979ء) بھی ان حروف کے مفہوم پر غور و تدبر اور تحقیق و جستجو کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ظاہر ہے کہ نہ تو ان حروف کا مفہوم سمجھنے پر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کا انحصار ہے اور نہ یہی بات ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے معنی نہ جانے گا تو اس کے راہ راست پانے میں کوئی نقص رہ جائے گا۔ لہذا ایک عام ناظر کے لئے کچھ ضروری نہیں کہ وہ ان کی تحقیق میں سر گرداں ہو۔"[53]

اصلاحی صاحب نے ان حروف کی تحقیق کو مستحسن لیکن ان کے معانی تک انسانی علم کی نارسائی اور قرآنی علم کی ناقابل بیان اور ناقابل تصور گہرائی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "اگر اس کوشش سے کوئی حقیقت واضح ہوئی تو اس سے ہمارے علم میں اضافہ ہو گا اور اگر کوئی بات نہ مل سکی تو اس کو ہم اپنے علم کی کوتاہی اور قرآن کے اتھاہ ہونے پر محمول کریں گے۔[54]

تلمیذ فراہی کی درج ذیل رائے تو علوم انسانی، فہم انسانی اور ادراک انسانی کی حدود کا واضح تعین کر دیتی ہے۔ قرآنی حروف کے معانی تک انسانی علم و فہم کی نارسائی کو بھی وہ قرآن کے معجزے سے تعبیر کرتے ہیں:

"اپنے علم کی کمی اور قرآن کے اتھاہ ہونے کا یہ احساس بجائے خود ایک بہت بڑا علم ہے۔ اس احساس سے علم و معرفت کی بہت سی بند راہیں کھلتی ہیں۔ اگر قرآن کا پہلا ہی حرف اس عظیم انکشاف کے لئے کلید بن جائے تو یہ

Islāḥī̱, Amī̱n Aḥsan, Tadabbur-i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p83

52 ایضاً

Ibid.

53 مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ٢٠٠٢ء، ج١، ص٤٩

Maududī̱, Abu'l-'Alā, Tafhī̱m ul Qur'ān, Idārā Tarjuman al Qur'ān, Lahore, 2002, vol. 1, p.49

54 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ١٩٩٩ء، ج١، ص٨٣

Islāḥī̱, Amī̱n Aḥsan, Tadabbur-i- Qur'ān,Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p83

بھی قرآن کے بہت سے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہو گا۔ یہ اسی کتاب کا کمال ہے کہ اس کے جس حرف کا راز کسی پر نہ کھل سکا اس کی پیدا کردہ کاوش ہزاروں سربستہ اسرار سے پردہ اٹھانے کے لئے دلیل راہ بنی"[55]

اصلاحی صاحب نے اس سلسلے میں مسلمان علماء کی چودہ سو سالہ کاوشوں کو کسی مضبوط بنیاد سے محروم اور ناقابل ذکر گردانا ہے، فرماتے ہیں: "ان حروف پر ہمارے پچھلے علماء نے جو رائیں ظاہر کی ہیں ہمارے نزدیک وہ تو کسی مضبوط بنیاد پر مبنی نہیں ہیں۔ اس وجہ سے ان کا ذکر کرنا کچھ مفید نہیں ہو گا۔"[56] صاحب تدبر نے فراہی صاحب کی رائے کو بیان ضرور کیا لیکن غامدی صاحب کی طرح اسے حرف آخر نہیں بلکہ جادہء تحقیق کی ایک کرن قرار دیا ہے:

"استاد امام مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے اصل مسئلہ اگرچہ حل نہیں ہوتا لیکن اس کے حل کے لئے ایک راہ کھلتی ضرور نظر آتی ہے۔"[57] یہاں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ تلمیذ فراہی اپنے بیان کو مکمل کرتے ہوئے بھی اپنے استاد امام کی رائے کو ایک غیر حتمی نظریے سے زیادہ اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں:

"میرے نزدیک اس کی حیثیت ابھی تک ایک نظریے سے زیادہ نہیں۔ اس پر ایک نظریے سے زیادہ اعتماد کرلینا صحیح نہیں ہو گا۔"[58] پانچ صاحب طرز اور مختلف الرائے (غامدی صاحب نے اپنے استاد امام سے اور اصلاحی صاحب نے امام فراہی سے اختلافی اراء کا اظہار کیا ہے) مفسرین قرآن ـــــــ حمید الدین فراہی، سید مودودی، امین احسن اصلاحی، پیر محمد کرم شاہ، جاوید احمد غامدی ـــــــ میں سے تین اس رائے سے متفق ہیں کہ حروف مقطعات کے معانی تک انسانی علم، فہم اور تحقیق کی رسائی نہیں ہے۔ راقم اس نتیجے پر پہنچنے میں حق بجانب ہے کہ حدیث مبارکہ میں حروف مقطعات کی مثال اس لئے دی گئی تاکہ ثابت ہو سکے کہ قرآن کریم کی مجرد تلاوت بھی خالق کائنات کی خوش نودی کا باعث ہے۔

---

55 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۲، ص ۸۳
Islāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur-i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p83

56 ایضاً

57 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۹ء، ج ۲، ص ۸۳
Islāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur-i- Qur'ān, Fārān Foundation,Lahore,1999,vol.2,p83

58 ایضاً، ص ۸۵
Ibid, 85

حاصل کلام

'نظام القرآن'، 'تدبر قرآن' اور 'البیان' قرآن کریم کی وہ وضاحتیں ہیں جن کی علمی وفکری آراء سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ادبی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس فکر کا نمائندہ، ماہ نامہ اشراق اپنے علمی اور فکری تعارف کے ساتھ ادبی پہچان بھی رکھتا ہے۔ قرآن، حدیث، فقہ اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے تفردات اس کی پہچان ہیں۔ جہاں طباعت کا معیار، املاء کی عمدگی اور منطقی دلائل سے مزین طرز کلام اشراق کا ایک تعارف رہا ہے وہاں حوالے کی درستی عقلی و منطقی حوالے سے صائب آراء بھی اس کے ماتھے کا جھومر رہی ہیں۔ جس طرح ہمارا ہر عمل، ادارہ اور جماعت تنزلی یا ترقیء معکوس کا شکار ہے اسی طرح شاید المورد اور ماہنامہ اشراق بھی اس سے بچ نہیں پایے۔ سوشل، الیکٹرونک، پرنٹ میڈیا اور سنجیدہ حلقوں میں اشراق کی اراء کو زیر بحث لایا جاتا ہے اس لیے اس میں مذکور علمی و فکری تسامحات کو ایک علمی خدمت جان کر سامنے لایا جارہا ہے۔ زیر نظر مجلے کے چار شماروں کے مطالعے اور فراہی، اصلاحی اور غامدی کی کچھ آراء کے تقابل سے یہ حقیقت بھی نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ فکر فراہی کی معراج اور سب سے بلند مینار اصلاحی صاحب ہی ہیں۔ شجر فکر فراہی کی موجودہ کونپلوں کے مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نہ تو مدرسۃ الاصلاح کی خاک نشینی اور علمی گہرائی کو دیکھا اور نہ ہی پاک پتن کی روحانی فضاء اور وفورِ علم کو جانا۔ یہ پود تو دانش سراء اور المورد کی سہولیات سے مزین فضاء میں پروان چڑھی اس لیے علمی گہرائی اور فکری گیرائی سے محروم رہی۔ اب چونکہ باگ ڈور اس نئی قیادت کے ہاتھوں میں ہے اس لیے اشراق کے موجودہ شماروں میں قابل گرفت گوشوں کی تعداد بڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ حفظ قرآن کریم کی نہ صرف پاکیزہ بلکہ امت مسلمہ کے لیے فرض کفایہ کا درجہ رکھنے والی روایت سے لاتعلقی بلکہ اس کے خلاف ایک تحریک کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا ماہنامہ اشراق کا ایک نیازاویہ ہے۔ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس مضمون نگار کی ذاتی آراء ہیں یا اس میں فکر فراہی، اصلاحی اور غامدی کی تائید بھی شامل ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.